ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

اتوار
۲۷ رمضان کریم ۱۴۴۵ھ
مطابق ۷-اپریل ۲۰۲۴ء

بچوں کا اسلام

1129

پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

ضرورت پوری کرنے پر!

قیمت: ۴۰ روپے

دوسروں کے عیوب کی ٹوہ نہ لگاؤ

القرآن

اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں اور کسی (کے عیوب) کی ٹوہ نہ لگاؤ اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے یقیناً تم اسے ناپسند کرتے ہو (تو غیبت کو بھی ناپسند کرو) اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور انتہائی مہربان ہے۔

(سورۂ حجرات: آیت 12)

عیب کی تلاش کا وبال

الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لاتے ہو لیکن ایمان تمھارے دلوں کے اندر جا گزین نہیں ہوا ہے، نہ تو مسلمانوں کی غیبت کرو، نہ ان کے عیوب کے پیچھے پڑو کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ تعالیٰ بھی اس کے عیب کے پیچھے پڑ جائے گا اور جس کے عیب کے پیچھے اللہ پڑ گیا، اسے اس کے گھر کے اندر ہی رسوا کردے گا۔ (ابوداؤد)

دستک

درود و سلام کا اہتمام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رمضان المبارک کے مبارک ایام میں افطار سے قبل بچوں کے ساتھ کچھ دیر احادیث کی تعلیم، پھر ذکر و دعا کا معمول ہوتا ہے۔ آج تعلیم کے دوران وہ مشہور حدیث مبارکہ پڑھی کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے جب پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا: ''آمین'' پھر دوسرے پر قدم رکھا تو فرمایا: ''آمین'' پھر تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا: ''آمین''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی، جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''جب میں نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو جبرئیل امین میرے پاس آئے اور کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا، پھر وہ گزر گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو میں نے کہا: آمین۔ پھر کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو، مگر وہ آپ پر درود نہ بھیجے تو میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے زینے پر قدم رکھا تو جبرئیل نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص، جس کے والدین یا ان دونوں میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور (والدین کی خدمت نہ کرنے کی وجہ سے) وہ اس کو جنّت میں داخل نہ کرائیں، تو میں نے کہا: آمین۔

اس حدیث مبارکہ میں تین قسم کے محروموں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے سخت ترین بددعا کے انداز میں جس طرح انتہائی ناراضی اور بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے، یہ ایک مومن کا دل دہلا دینے کے لیے بہت کافی ہے۔

اِن تینوں ہی باتوں سے خصوصیت کے ساتھ پناہ مانگنی چاہیے مگر ان میں سے بھی خاص طور پر اس بدنصیبی سے کہ امتی کے سامنے پیارے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام نہ بھیجے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملاء اعلیٰ میں عظمت و محبوبیت کا کیسا بلند ترین مقام حاصل ہے کہ جو شخص آپ کے حق کی ادائی میں صرف اتنی کوتاہی اور غفلت کرے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے تو اس کے لیے سید الملائکہ حضرت جبرئیل کی زبان سے ایسی سخت بددعا نکلتی ہے اور پھر اس پر رحمت اللعالمین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آمین بھی کہلوایا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: ''لوگوں میں سے بخیل ترین آدمی وہ ہے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنت کا راستہ کھو دیا۔

نیز ارشاد فرمایا:

''جس دعا سے قبل درود نہ پڑھا جائے، وہ دعا قبول نہیں کی جاتی۔''

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آداب میں سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی لکھتے وقت صلوٰۃ و سلام یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھیں۔ (بلکہ سونے پہ سہاگا ہو اگر ''وآلہ'' کا اضافہ کرکے 'صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' لکھا یا بولا جائے!)

شاید کچھ قارئین نے ملاحظہ کیا ہو کہ پچھلے تین چار برس سے بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام میں درود و سلام کا طغرہ (ﷺ) بالکل نہیں لکھا جاتا بلکہ بتوفیقِ الٰہی پورا درود و سلام 'وآلہ' کے اضافے کے ساتھ لکھا جاتا ہے الحمدللہ!

(نیز اللہ رب العزت ہی کے فضل سے آپ کے بابرکت نام کے ساتھ بھی 'تعالیٰ' یا کوئی اور عظمت والا لاحقہ ضرور لگانے کا اہتمام ہوتا ہے!)

دراصل کئی برس پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور تصنیف 'فضائل درود شریف' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت پڑھی تھی، فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کوئی علمی چیز لکھے اور اس کے ساتھ درود پاک بھی لکھے تو اس کا ثواب اس وقت تک اس شخص کو ملتا رہے گا جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی۔''

نیز ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا: ''کاش! تم یہ دیکھ سکتے کہ جو درود شریف ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھا کرتے تھے، وہ ہم پر کیسا جگمگا رہا ہے اور روشن ہو رہا ہے۔''

بس اسی اجر و ثواب اور اس سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا لالچ ہے کہ یہ اہتمام رسائل میں شروع کیا گیا۔ آپ تمام قارئین سے بھی درخواست ہے کہ جتنی بار بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک ہو، ہر بار مکمل درود و سلام 'صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' پڑھنے نیز لکھنے کا اہتمام ضرور کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا آخرت میں وہ رحمتیں، انعامات اور برکتیں اس اہتمام کی دیکھیں گے کہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے۔

جیتے رہیں، خوش رہیں!

والسلام

محمد فیصل شہزاد

ایفائے عہد کی
انوکھی مثال

راوی: ابن شہادت

مفتی آصف محمود قاسمی۔ سینٹرل جیل، لاہور

اسلامی تعلیمات میں ایفائے عہد کی بہت تلقین وارد ہوئی ہے اور نقص عہد کی بہت مذمت، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقضِ عہد کو علامتِ نفاق قرار دیا......!

اسی وجہ سے متبعین اسلام ایفائے عہد میں اپنی نظیر نہیں رکھتے بلکہ وہ اس وصف میں اپنی مثال آپ ہیں۔

تاریخ اسلام، اہلِ اسلام کے درخشاں وتابندہ واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آج آپ کو ایفائے عہد کا ایک ایسا قصہ سنانے چلا ہوں جو محیر العقول ہے۔ ایفائے عہد کا یہ قصہ خلعتِ شہادت زیب تن کرنے والے ایک شہید کا ہے۔

یہ قصہ ایک عینی شاہد ابن شہادت کی زبانی سنیے:

یہ سقوطِ قندھار کے بعد کی بات ہے جب امریکی سامراج اپنے اتحادیوں سمیت امارتِ اسلامیہ کو تاخت وتاراج کر کے سرزمینِ افغانستان پر قابض ہو چکا تھا۔

امریکی اور اس کے اتحادیوں کے تسلط کو ختم کرنے کے لیے امیر المؤمنین کے حکم سے مجاہدین مختلف مقامات پر اتحادی افواج پر چھاپہ مار کارروائیاں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ہی ایک کارروائی میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا۔ ہمارے دستے میں گلگت کا ایک جوان بھی تھا جو بے حد چاک و چوبند تھا۔ اپنی پھرتیلے پن اور سبک مزاجی کی وجہ سے ساتھیوں میں 'چھتو' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

امیر کارروائی نے چھتو کو میرا رفیق مقرر کیا۔ ہدف کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے چھتو کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی جو مجھے بہت پسند آئی۔ میں نے بغیر کسی تکلف کے بلا توقف چھتو سے انگوٹھی مانگ لی۔ جواباً اس نے کہا کہ یہ انگوٹھی مجھے بھی بہت پسند ہے میں اپنی زندگی میں تمھیں نہیں دے سکتا، البتہ میری شہادت کے بعد تم لے لینا۔

میں نے کہا: ''شہادت کے بعد تو یہ وراثت بن جائے گی جو کہ ورثاء کی مِلک ہوگی پھر میرے لیے یہ انگوٹھی لینا کیونکر جائز ہوگا؟

یہ سن کر چھتو کہنے لگا کہ اگر ایسی بات ہے تو یہ انگوٹھی ابھی سے تمھاری ہوئی البتہ حوالے شہادت کے بعد کروں گا۔

انہی باتوں میں ہم ہدف پر پہنچ گئے۔ منصوبہ بندی کے بعد ہم نے اتحادیوں کے مرکز پر دھاوا بول دیا۔ ان کی بھرپور مزاحمت کی وجہ سے معرکہ شدت اختیار کر گیا۔ ہمارے چند ساتھی جس میں چھتو بھی شامل تھا، اس حملے میں شہید ہو گئے۔ جب کسی کارروائی میں ساتھی شہید یا زخمی ہو جائیں تو پہلے انھیں نکالا جاتا ہے تاکہ وہ دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔

چنانچہ اُن شہیدوں کو فوری طور پر نکال کر مرکز بھیج دیا گیا۔ جب ہم مرکز پہنچے تو شہداء کی تدفین کی پوری تیاری تھی، بس ہمارا انتظار ہو رہا تھا۔

چند ساتھی استعجاب بھرے لہجے میں بتانے لگے کہ ہم نے شہداء کے ابدان سے سب چیزیں اتار لی ہیں سوائے چھتو کی انگوٹھی کے کہ وہ مٹھی کھول ہی نہیں رہا۔ ہم نے کافی زور آزمائی کر لی ہے۔

یہ سنتے ہی میں بھاگم بھاگ مرکز کے امیر کے پاس پہنچا اور چھتو سے ہونے والی ساری بات کہہ سنائی۔ امیر صاحب نے میری بات سن کر یوں سر ہلایا جیسے الجھی ہوئی گتھی سلجھ گئی ہو، مجھ سے کہنے لگے، تم چھتو کے پاس جاؤ، اپنا تعارف کروا کر وعدہ یاد دلاؤ، پھر مٹھی کھولو۔ مجھے یقین ہے کہ مٹھی کھل جائے گی۔

چنانچہ میں چھتو کے پاس آیا۔ تعارف کے بعد وعدہ یاد دلایا اور ایفائے عہد کی درخواست کر کے اس کی مٹھی کھولی تو مٹھی فوراً کھل گئی۔

ایفائے عہد کے اس منظر کو دیکھ کر سب ساتھی ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔

چھتو کی وہ یادگار آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔

بلاشبہ ایسے پاکباز فرشتہ صفت مجاہدین کی قربانیوں کی ہی بدولت آج پھر سرزمینِ افغانستان پر اسلامی نظام قائم ہے۔

☆☆☆

پیارا پیارا نام نبیؐ کا!

نعتِ رسولِ مقبول

پیارا پیارا نام نبیؐ کا
سب سے اچھا نام نبیؐ کا
سورج بن کر اِس دھرتی پر
ہر سو چمکا نام نبیؐ کا
دیتا ہے آرام دلوں کو
راحت والا نام نبیؐ کا
اپنے ہاتھوں پر لکھ لکھ کر
میں نے چوما نام نبیؐ کا
بگڑے کام بنانے والا
ہم نے دیکھا نام نبیؐ کا
بچے بچے کے ہونٹوں پر
دیکھو! آیا نام نبیؐ کا
یارو! ہم سب پر لازم ہے
لیتے رہنا نام نبیؐ کا

مرسلہ: حوریہ بانو۔ کوہاٹ

خط کتابت کا پتا: دفتر روزنامہ اسلام، ناظم آباد، کراچی bkislam4u@gmail.com, 021 366 099 83

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر بچوں کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 2000 روپے بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے دو میگزین 28000 روپے انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk

کیں کیں کوا، ٹیں ٹیں مٹھو

احمد حاطب صدیقی

ایک کوے اور طوطے کی دلچسپ نوک جھونک

ایک ٹہنی پر بیٹھے تھے مٹھو میاں
آگیا ایک کوا بھی اڑ کر وہاں
"آیئے آیئے شوق فرمایئے
میٹھا امرود ہے آپ بھی کھایئے"
بولا کوا کہ خاموش ٹیں ٹیں نہ کر
ورنہ میں پھوڑ دوں گا ابھی تیرا سر
بے وقوفوں سے میں بات کرتا نہیں
اپنے درجے سے نیچے اترتا نہیں
کون سا تُو عقاب اور شاہین ہے؟
منہ لگانا تجھے میری توہین ہے
بولیں کوے نے جب ایسی بڑبولیاں
تو غصے میں بولے یہ مٹھو میاں
"تو نے کیا تیر مارے ہیں میں بھی سنوں
تیری چالاکیوں پر ذرا سر دھنوں"
بولا کوا کہ او رٹو طوطے یہ سن
میری دانش کا ہر شخص گاتا ہے گُن
کردوں روشن ابھی تیرے چودہ طبق؟
یاد ہے بچے بچے کو میرا سبق!
ایک دن جب بہت سخت پیاسا تھا میں
یہ سمجھ لے کہ بس ادھ موا سا تھا میں
ایک مٹکے میں پانی کی دیکھی جھلک
چونچ ڈالی تو پہنچی نہ پانی تلک
ذہن نے کام کرنا شروع کردیا
مٹکا کنکر سے بھرنا شروع کردیا
ان کی تعداد مٹکے میں جب بڑھ گئی
سطح پانی کی اوپر تلک چڑھ گئی
میں نے پانی غٹاغٹ غٹاغٹ پیا
پھر پھدکتے ہوئے کائیں کائیں کیا
دیکھ لے کس قدر تیز طرار ہوں
کتنا چالاک ہوں کتنا ہوشیار ہوں

بولے مٹھو میاں مار کر قہقہہ
بے وقوفی کی بس ہوگئی انتہا
جانے مٹکے میں پانی تھا کب سے پڑا
پھر ڈھکنا بھی نہیں تھا کھلا تھا گھڑا
گندے کنکر بھی بھرتا گیا اس میں تو
پی گیا ایسے پانی کو پھر آخ تھو
ایسے پانی سے لگتی ہیں بیماریاں
پیش آتی ہیں کتنی ہی دشواریاں
خود کو کہتا عقل مند و دانا ہے تُو
لیکن افسوس احمق کا نانا ہے تُو
تُو اگر گندی چیزیں نہ کھائے پیے
لوگ پالیں تجھے تُو مزے سے جیے
صاف ہوتا تو گھر گھر بلاتے تجھے
اس طرح مار کر کیوں بھگاتے تجھے؟
کوا سنتے ہی یہ بات رونے لگا
اپنے پر آنسوؤں سے بھگونے لگا
اور کہنے لگا بات سچ ہے تیری
لوگ کرتے ہیں نفرت شکل سے میری
کوا رو رو کر جب آہ بھرنے لگا
اس پر مٹھو نے یہ ترس کھا کر کہا
چھوڑ دے اس تکبر برائی کو تو
اپنی عادت بنالے صفائی کو تو
گندا پانی نہ پی، گندی چیزیں نہ کھا
ان میں ہوتا ہے ڈیرا جراثیم کا
یہ جراثیم بیمار کردیتے ہیں
اچھے خاصوں کو بیکار کردیتے ہیں
یوں بظاہر تھا کوا بہت کائیاں
اس کو سمجھا کے ہر بات مٹھو میاں
اڑ گئے اپنے پر پھڑپھڑاتے ہوئے
"مٹھو بیٹے" کے نعرے لگاتے ہوئے

ضرورت پوری کرنے پر!

شازیہ نور

''چاند ہو گیا، چاند ہو گیا۔''

ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں تو چاند میاں بھی اچھلنے لگے۔

''آہا، اب ابو گھر آ جائیں گے نا امی جان؟''

''ہاں بیٹا! اب تم لوگ جاؤ اور عشا کی نماز پڑھ کر ابو کے ساتھ واپس آ جانا۔''

امی نے چاند میاں کو بھائی جان کے ساتھ مسجد بھیج دیا۔

دراصل اس رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے ابو کو اعتکاف کی سعادت عطا فرمائی تھی۔ انھیں اپنے دفتر سے چھٹیاں ملی تھیں تو اچانک ہی ان کا ارادہ بنا تھا کہ وہ اعتکاف بیٹھیں گے۔

اب چاند میاں تو بہت حیران بلکہ پریشان ہوئے کہ آخر ابو گھر سے مسجد کیوں جا رہے ہیں۔ وہ ضد کرنے لگے کہ وہ بھی ابو کے ساتھ رہیں گے، مگر پھر امی نے سمجھایا کہ وہ روزانہ ابو کے ساتھ مسجد میں روزہ کھولنے جایا کریں گے۔ چنانچہ امی روزانہ افطاری بنا دیتی تھیں اور دونوں بھائی ابو کو دینے جاتے اور وہیں روزہ کھول کر نماز پڑھ کر واپس آ جاتے تھے۔ اس عرصے میں کبھی چاند میاں امی سے کوئی سوال کرتے تو کبھی ابو سے یوں انھیں اعتکاف کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

آج چاند دکھائی دینے کا امکان تھا تو چاند میاں مغرب کی نماز پڑھ کر گھر چلے آئے تا کہ چھت پر چاند دیکھیں اور پھر چاند نظر بھی آ گیا۔ ابو پھر ان کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر ہی گھر آئے۔

چاند میاں کو ابو کے گھر آنے کی اور چاند رات کی بہت خوشی ہو رہی تھی۔

صبح چاند میاں جلدی سے تیار ہو کر عید کی نماز کے لیے چلے گئے۔

جب واپس آئے تو کچھ دیر بعد ہی چچا اور پھپو بھی بچوں کے ساتھ آ گئے جن سے عید مل کر چاند میاں خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

امی دوپہر کے لیے کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ اس سے پہلے شیر خرمہ، سموسوں اور دہی بھلوں سے مہمانوں کی تواضع کی جا رہی تھی۔ چاند میاں مہمانوں کی تواضع میں پیش پیش تھے۔ کسی کو پانی پلا رہے تھے تو کسی کو پلیٹ پکڑا رہے تھے۔ سب ان کے کاموں کو دیکھ کر ماشاءاللہ، سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔

ظہر کی نماز کا وقت ہوتے ہی ابو اور چچا بچوں کو لے کر نماز پڑھنے چلے گئے۔ گھر پر خواتین نماز پڑھ کر کھانا مکمل کر کے لگانے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ چاند میاں واپس آ کر باورچی خانے میں پہنچ گئے۔

''لائیں امی! مجھے پلیٹیں دیں، میں دستر خوان پر لگا دیتا ہوں۔'' چاند میاں نے پیشکش کی۔

''ارے منے میاں! آپ جائیے، ہم آپ کی امی کا ہاتھ بٹا رہی ہیں۔''

پھپو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''امی کا ہاتھ کیوں بٹا رہی ہیں، کام بٹائیں نا؟'' چاند میاں نے تعجب سے کہا۔

''ہاں ہاں کام ہی کروا رہی ہیں ہم۔'' چچی نے ہنس کر کہا۔

''میں بھی آپ کی مدد کرتا ہوں ناں۔'' چاند میاں نے پرجوش انداز میں کہا۔

''ارے چاند میاں آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، آپ جائیے کھیلیے کودیے۔''

پھپو نے مشفقانہ انداز میں کہا۔

''امی تو کہتی ہیں کہ کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب، پڑھو گے لکھو گے بنو گے نواب......!'' چاند میاں نے امی کی طرف دیکھ کر کہا۔

''وہ تو چندا! تب بولتے ہیں جب کوئی بس کھیلتا کودتا رہے، پڑھائی اور کام پر توجہ نہ دے، ورنہ تو کھیل بھی بہت ضروری ہے۔'' پھپو نے سمجھانے کی کوشش کی۔

''تو پہلے کام تو ختم کر لوں ناں پھپو!'' اندمیاں ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

پھپو ابھی حیران کھڑی جواب دینے کا سوچ ہی رہی تھیں کہ چاند میاں کا ہم عمر پھپو کا بیٹا باورچی خانے میں داخل ہوا اور ریں ریں کرتے ہوئے عیدی مانگنے لگا۔

''اف......صبح سے عیدی عیدی سن کر تو میرے کان پک گئے۔

''پھپو نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

''تو پھپو......اگر کان پک گئے ہیں تو آپ سر کیوں پکڑ رہی ہیں، کان پکڑیں نا کہیں گر نہ جائیں۔'' چاند میاں نے مشورہ دیا تو پھپو اور چاچی ہنس پڑیں۔

پھر پھپو امی کی طرف متوجہ ہو کر محبت سے بولیں:

''آپ کے تو سارے کام چاند میاں ہی کرا دیتے ہوں گے۔''

امی جواب میں مسکرادیں۔ دراصل امی بھی حیران تھیں کہ آج چاندمیاں کو کام کا جوش کیوں چڑھ گیا ہے؟ ابھی تو وہ مصروف تھیں اس لیے خاموش ہی رہیں۔

چاندمیاں نے آج نہ صرف کھانا لگوایا بلکہ برتن دھلوانے کی بھی ضد کرنے لگے۔

ابو نے بہت پیار سے انھیں گھر کو سمیٹنے کے کام پر لگادیا۔

جب ابو اور چچا نے عیدی بانٹنا شروع کی تو چچا نے چاندمیاں کو زیادہ عیدی دی یہ کہتے ہوئے کہ ”آج چاندمیاں نے سب کا بہت خیال کیا ہے، اپنی امی اور بہنوں کا ہاتھ بھی بٹایا ہے اس لیے چاندمیاں کو سب سے زیادہ عیدی ملے گی۔“

لیکن ان کی اس وقت حیرت کی انتہا نہ رہی جب چاندمیاں نے اضافی عیدی لینے سے انکار کردیا۔

”کیوں بھئی چاندمیاں آپ زیادہ عیدی کیوں نہیں لے رہے؟“

پھپو نے حیرت کا اظہار کیا۔

”کیونکہ میں نے یہ سب کام عیدی زیادہ لینے کے لیے کیے ہی نہیں۔“

چاندمیاں سنجیدہ لہجہ بنا کر بولے۔

”تو پھر؟“ کئی آوازیں ابھریں چاندمیاں تو خاموش رہے۔ اس وقت ابو نے بھائی جان سے کہا: ”جاؤ بیٹا! چاندمیاں کے ساتھ جا کر بازار سے کیلے لے آؤ۔“

چاندمیاں کے جانے کے بعد ابو بولے:

”میں نے چاندمیاں کو جان بوجھ کر باہر بھیجا ہے۔ میں اُن کے سامنے ان کی تعریف نہیں کرنا چاہتا تھا، دراصل چاندمیاں مجھ سے اعتکاف کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے تو میں نے انھیں بتایا کہ اعتکاف کا اجر بہت زیادہ ہے۔ فضیلتیں سن کر وہ ضد کرنے لگے کہ انھیں بھی اعتکاف بیٹھنا ہے اور یہ ثواب حاصل کرنا ہے۔ خیر آج جب ہم عید کی نماز کے لیے گئے تو وہاں خطبے میں امام صاحب نے ایک حدیث مبارکہ سنائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے چلے پھرے گا، کوشش کرے گا۔ اسے دس سال کے اعتکاف کا اجر ملے گا۔ اور ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دوزخ سے تین خندق دور کردیتا ہے، جن میں سے ہر خندق کی مسافت زمین آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ اب دس سال کے اعتکاف کے اجر کا خود اندازہ کرلیجیے۔ پھر امام صاحب نے دوسری حدیث مبارکہ سنائی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا اس مسجد نبوی میں ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ بس یہ سن کر چاندمیاں کو شوق ہوا کہ وہ کسی کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور ڈھیروں اجر لے لیں۔“

ابو کی بات سن کر سب کی آنکھیں شرمندگی سے جھک گئیں کہ ایک بچہ جس بات کو سمجھ گیا ہم وہ بات سمجھ کر بھی عمل کرنا نہیں چاہتے۔

اتنی دیر میں چاندمیاں واپس آ گئے۔

”یہ لیں ابو جان کیلے لے آئے ہم، اور بتائیے میں کیا کروں؟“

چاندمیاں نے اشتیاق سے کہا۔

امی نے بڑھ کر چاندمیاں کے ماتھے پر پیار کیا اور ابو سمیت سب کی آنکھوں میں تارے سے جھلملانے لگے۔

☆☆☆

کہانی کہانی میں بچوں کو پیارے نبی ﷺ کی پیاری سیرت، احادیث اور سنتیں سکھانے والی بہترین کتابیں

نمبر شمار	کتاب	مصنف	قیمت
1	رحمت کی بارش	امجد جاوید	450/-
2	سیرت کہانی	عبدالعزیز	700/-
3	مدین کا چرواہا	ابومحمد خفی	600/-
4	گلو کا چندو	محمد فہیم عالم	400/-
5	آسان قرآن کہانیاں	محمد فیصل علی	550/-
6	آسان فقہ کہانیاں	محمد فیصل علی	700/-
7	آسان سیرت کہانیاں	محمد فیصل علی	700/-
8	رول ماڈل	قرۃ العین خرم ہاشمی	550/-
9	دادا جان کی چھڑی	قرۃ العین خرم ہاشمی	500/-
10	مسجد دادی جان	کاوش صدیقی	800/-
11	انگور کے دانے	کاوش صدیقی	800/-
12	گم شدہ چابی	راحت عائشہ	350/-
13	روشنی ہی روشنی	غلام محی الدین ترک	550/-
14	چچا رازی	عمارہ فہیم	500/-

تمام کتابیں آدھی قیمت پر

حیرت انگیز آفر! 50% OFF

ہم نے بسایا ہے آپ کے لیے کتابوں کا ایک نیا جہاں

نوٹ: یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔

ہماری ویب سائٹ پر آرڈر کرنے کا طریقہ:

بچوں کے لیے اسلامی کتابیں آرڈر کرنے کے لیے ویب سائٹ کے ہوم پیج کے دائیں طرف Categories پر کلک کریں۔ پھر Children Islamic Story Books پر کلک کریں، اپنے مطلوبہ ناول کے ٹائٹل کے نیچے ”ADD TO CART“ کے بٹن پر کلک کرتے جائیں، آپ اوپر دائیں جانب بنے باسکٹ کے نشان کے پر اپنی منتخب کردہ کتب کی کل قیمت دیکھ سکتے ہیں۔ آرڈر فائنل کرنے کے لیے اُس باسکٹ کے نشان پر کلک کرکے ایک مرتبہ رعایتی بل اور ڈیلیوری چارجز دیکھ کر ”CHECKOUT“ کے بٹن پر کلک کردیں۔ اپنا مکمل نام، مکمل پتہ اور رابطہ نمبر کی مکمل تفصیلات درج کرکے ”Place Order“ پر کلک کردیں۔ آپ کا آرڈر ہمیں موصول ہوجائے گا۔ کال کنفرمیشن کے بعد آپ کا پارسل پانچ سے سات دن تک ڈیلیور ہوجائے گا۔ شکریہ

گھر بیٹھے معیاری اور بہترین کتابوں کی خریداری کے لیے ابھی ہماری ویب سائٹ ”کتاب نگر“ وزٹ کیجیے۔

www.kitaabnagar.com

بذریعہ کال یا واٹس ایپ رابطہ کرنے کے لیے 0349-4892240

KITAB NAGAR

عشق بن یہ ادب نہیں آتا!

مولوی شبیر احمد۔ وہاڑی

حدیث شریف میں ہے: ’’اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ!‘‘

خیال آتا ہے کہ ادب ہے کیا؟

ادب ہماری ذات میں پائی جانے والی ایک ایسی خوبی ہے جس کا اظہار مختلف انداز میں ہمارے اقوال واطوار سے ہوتا ہے۔

یہ اتنا وسیع ہے، اس کی اتنی شاخیں اور اتنے شعبے ہیں کہ شمار میں لانا ممکن نہیں اور نہ اسے چند مخصوص چیزوں میں محدود کیا جا سکتا ہے۔

یہ اتنا وسیع ہے جتنا آپ کا علم، ذوق اور تربیت وسیع ہے۔

جتنی آپ کے مدمقابل کی محبت، عقیدت، عزت، عظمت واحترام زیادہ ہے۔

اور آپ کی ذات سے اس کا اظہار قدم قدم پر اور رویں رویں سے پھوٹتا ہے۔ کچھ باتیں، عادتیں اور ادائیں اتنی باریک اور لطیف ہوتی ہیں کہ انھیں صرف صاحب ذوق ہی محسوس کرتا اور داد دیتا ہے۔

ملکہ زبیدہ نے خلیفہ ہارون الرشید سے شکوہ کیا کہ آپ کو امین الرشید سے اتنا پیار نہیں جتنا مامون الرشید سے ہے۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ دونوں میرے بیٹے، میرا خون اور میرے لختِ جگر ہیں مگر کسی کی کچھ ایسی ادائیں یا صفات ہوتی ہیں کہ دل قدرتی طور پر اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

ملکہ بولیں امین میں کون سی کمی اور مامون الرشید میں کون سی ایسی صفت ہے جو اسے امین الرشید سے ممتاز کرتی ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید نے امین الرشید کو بلایا اور پوچھا: ’’مسواک کی جمع کیا ہے؟‘‘

اس نے فوراً کہا: ’’مساویک......!‘‘

ملکہ زبیدہ حیران ہوئیں کہ یہ کون سا مشکل سوال تھا کہ جس میں خوبی کی وضاحت ہوتی!

تو خلیفہ ہارون الرشید نے مامون الرشید کو بلا کر وہی سوال کیا:

’’مسواک کی جمع کیا ہے؟‘‘

مامون الرشید کے چہرے پر قدرے پریشانی ظاہر ہوئی اور اس نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا: ’’ضد محاسنک!‘‘

ملکہ زبیدہ کا چہرہ فق ہو گیا اور وہ حیران وششدر مامون الرشید کو دیکھنے لگی۔

یہ درست ہے کہ ’مسواک‘ کی جمع ’مساویک‘ ہی ہے مگر ’مساویک‘ کا معنی ’’تیری برائیاں‘‘، ’’تیرے گناہ‘‘ اور ’’تیرے عیب‘‘ بھی بنتا ہے جس کی طرف امین الرشید کا ذہن نہیں گیا مگر مامون الرشید نے اپنے والد کی طرف مساویک کی نسبت کرنا بھی خلاف ادب سمجھا، اگرچہ مراد نہ بھی ہو، سو اس نے اپنے والد سے کہا: ’ضد محاسنک۔‘‘

(آپ کی نیکیوں کا متضاد! اور وہ مساویک ہی بنے گا......!)

مامون الرشید کی اس ذہانت اور فراست پر ملکہ زبیدہ حیران رہ گئیں۔

فی زمانہ یہ فراست، دانائی اور ادب عصری اداروں میں بہت کم رہ گیا ہے۔ دینی مکاتب ومدارس میں اب بھی ہے۔ جہاں ادب پڑھایا نہیں بلکہ عملی طور پر سکھایا جاتا ہے۔

دارالعلوم عیدگاہ کبیروالہ میں میرا پہلا سال تھا۔ معمول یہ تھا کہ نماز باجماعت کے بعد تمام طلبہ اپنی اپنی انفرادی نماز ادا کرتے اور چلے جاتے مگر اس دن خلافِ معمول مغرب کی نماز کے بعد تمام اساتذہ اور طلبہ بیٹھے رہے۔ میں حیران تھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ اچانک نظر پڑی کہ پہلی صف میں مصلّٰی کے پیچھے ایک سفید ریش بزرگ سفید چادر اوڑھے اپنے معمولات میں مشغول ہیں۔

جونہی وہ کھڑے ہوئے، سب اساتذہ اور طلبہ بھی کھڑے ہو گئے اور مولانا ظفر احمد قاسم جو دارالعلوم کے مدرس تھے، تیز تیز قدم چلتے ہوئے گئے اور حضرت کے جوتے لا کر سامنے رکھ دیے۔

انھوں نے کسی طالب علم سے نہیں کہا اور نہ پورے مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کے سامنے اپنے استاذ محترم کے جوتے اٹھانے میں عار محسوس کی اور یہ استاذ وشیخ کے ساتھ محبت وعقیدت اور احترام کا اظہار تھا۔ بعد میں معلوم ہوا وہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔

یہ سب باتیں مجھے آج اِس لیے یاد آئیں کہ میرا بیٹا محمد جاوید شبیر جامعۃ الرشید کراچی میں زیر تعلیم ہے۔ گھر کے افراد سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ اشیائے ضروریہ کی خریداری کے لیے بازار گیا تھا۔

بعد از مغرب اس کی ویڈیو کال آئی تو میں نے خریداری کی تفصیل پوچھی تو اس میں نئے جوتے خریدنے کا ذکر بھی تھا۔ میرے منہ سے نکل گیا دکھاؤ......!

معاً خیال آیا مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا اب وہ جوتوں پر کیمرہ مارے گا، اگر پہن رکھے ہوں گے تو پاؤں سامنے کر کے دکھائے گا۔

یہ مناسب نہیں کہ میرا بیٹا مجھے جوتا دِکھا رہا ہوگا۔

مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ بات زبان سے نکل چکی تھی۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ میرے بیٹے کے چہرے پر پریشانی ہے اور وہ ایک طرف دیکھے جا رہا ہے پھر وہ قدرے توقف سے بولا: ’’ابو جی میں موبائل پر یہ تصویر بھیج دوں گا‘‘

پھر اس نے ایسا ہی کیا......!

اس بات پر مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی اور دل میں محبت وشفقت کے جذبات پیدا ہوئے اور میں سوچنے لگا کہ یہ دینی مدارس کی تعلیم اور جید دینی علماء کی وہ قیمتی تربیت ہے کہ بیٹے نے والد کے اس بے ادبی کے پہلو کو مدنظر رکھا اور اس سے احتراز کیا ہے۔

کاش مدارس پر تنقید کرنے والے مدارس کی ان شاندار روایات واخلاقیات کو مدنظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان دینی مدارس واساتذہ کو ان کی خوب صورت روایات کے ساتھ تا ابد سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین

دور بیٹھ غبار میر اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

☆☆☆

اللہ کے دوست...... نبیؐ جی کے پیارے!

اٹھ جاؤ بستر چھوڑو

اپنے رب سے ناتا جوڑو

یہ وقت نہیں ہے سونے کا

دنیا کے پیار میں کھونے کا

جو سوئے گا وہ کھوئے گا

سونے والا رہ جائے گا

کڑکڑاتے جاڑے میں جب بستی کے مکین گرم بستروں میں دبکے میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہے ہوتے، یہ آواز ابھرتی۔ نہ کوئی باجا گاجا، نہ کوئی ڈھول ڈھمکا، بس عام انداز میں، عام سی آواز، مگر حیرت انگیز طور پر گہری نیند سوئے ہوئے لوگ چونک کر اٹھ بیٹھتے، خصوصاً گھروں کی خواتین جنھیں سحری کے لیے پکانا ریندھنا ہوتا اور وہ مرد بھی جنھیں اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاری کی توفیق سے نوازا تھا۔

آواز لحہ لحہ دور اور دور ہوتی جاتی، جہاں جہاں پہنچتی بےداری کی پیغامبر ثابت ہوتی۔

وہ دو افراد تھے۔ ایک کا قد لمبا، رنگ گورا، بدن چھریرا، چہرا سفید گھنی لمبی داڑھی سے آراستہ...... دوسرے کا قد چھوٹا، رنگ گہرا سانولا، بدن بھاری اور گول بھرے بھرے چہرے پر چھدری داڑھی اور داڑھی کے پیچھے سے جھانکتے گہرے زخموں کے نشان۔

اول الذکر کی عمر ستر برس رہی ہوگی، دوسرے کی پچیس تیس کے درمیان۔ چھوٹے قد والا آگے ہوتا، ہاتھ میں لاٹھی، دوسرے ہاتھ میں لالٹین۔ بڑی عمر والا اس کے پیچھے، اس کے بھی ایک ہاتھ میں لاٹھی ہوتی اور دوسرا ہاتھ اپنے آگے چلنے والے ساتھی کے شانے پر۔

جس طرح ماہِ شعبان کا آخری سورج ڈوبنے پر طلوع ہونے والا چاند رمضان کی آمد کا سندیسہ لے کر آتا ہے اسی طرح سحری کا آغاز اُن کی پکار سے ہوتا۔

اللہ کے دوست...... نبیؐ جی کے پیارے!

اور یہ آواز آخری سحری تک اس پابندی کے ساتھ ابھرتی رہتی کہ لوگوں کو گھڑی دیکھنے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ یوں بھی اُس زمانے میں ہر گھر میں گھڑی کہاں، سینکڑوں گھرانوں پر مشتمل اس بستی کے دو چار گھروں میں ہوتو ہو۔

پھر ایک رمضان کی بارہویں یا تیرہویں سحری تھی جب خلافِ معمول یہ آواز سنائی نہ دی۔ کتنے ہی لوگ سوتے رہ گئے، بہت سے تاخیر سے جاگے اور ہاپڑ دھاپڑ سحری کی۔

سب ہی برسوں کے اس معمول کے ٹوٹنے پر حیران تھے اور قدرے پریشان بھی، اس روز یہ انہونی لوگوں کی گفتگوؤں کا موضوع بنی رہی، پھر اگلے روز بھی سماعتیں یہ آواز نہ سن سکیں...... اور باقی پورا رمضان یونہی گزر گیا۔

آج عید کا دن تھا۔ بستی کی عیدگاہ میں دوگانہ عید ادا کرنے کے بعد لوگ باہم گلے مل رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارک بادیں دی جا رہی تھیں۔ رنگ برنگے لباس میں ملبوس بچے ہاتھوں میں غبارے تھامے، دوسرے ہاتھ سے ابا جی، دادا میاں یا بھائی جان کی انگلی پکڑے خوش خوش گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ان کی مسرتیں ان کے ایک ایک انداز سے جھلک رہی تھیں۔

ادھر بستی کی بڑی سڑک پر میلا سا لگا تھا۔ بچے نئے کپڑے پہنے اپنی اپنی پسند کی چیزیں کھا پی رہے تھے تو کچھ کھلونوں کے اسٹال کے سامنے جمع تھے۔ کچھ جھولے جھول رہے تھے۔ بہت سے بچے بچیاں گتے اور رنگین پنیوں سے بنی گول گول عینکیں آنکھوں پر چڑھائے اتراتے پھر رہے تھے، تبھی ایک ذیلی گلی سے بہت سے لوگوں کے ایک ساتھ چلنے کی آہٹیں ابھریں۔

ہم اس وقت اپنے بھائی جان کے ساتھ ماموں چھولے والے کے ٹھیلے کے قریب پڑی بینچ پر بیٹھے ان کی عید اسپیشل چاٹ اُڑا رہے تھے۔

ہم نے چونک کر دیکھا کہ کچھ لوگ جنازہ اٹھائے گلی میں داخل ہو رہے تھے۔ اُن لوگوں میں وہ بزرگ بھی تھے جو اپنے ساتھی کے ساتھ سحری میں جگانے آیا کرتے تھے۔

جلوسِ جنازہ قریب آ گیا تھا۔ ہم نے دیکھا، وہ صاحب شدتِ غم سے نڈھال تھے اور کچھ لوگوں نے انھیں سہارا دے رکھا تھا۔

مسجد سامنے ہی تھی۔ نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور جلوس جنازہ بستی سے باہر واقع قبرستان کی طرف چل پڑا۔

ہم حیرت اور دکھ کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ جنازہ ان صاحب کا ہے جو سحری جگانے میں بزرگ کے ساتھ ہوتے تھے۔

ہمیں پہلی بار معلوم ہوا کہ دونوں حضرات بستی کے پیچھے بہتی ندی کے کنارے ایک جھونپڑی میں رہتے تھے۔ بستی کے تمام ہی لوگوں کو بہت صدمہ تھا۔ شام کے وقت کچھ لوگ بزرگوار سے تعزیت کے لیے ان کے گھر گئے جن میں ہمارے والد گرامی اور بھائی جان بھی شامل تھے۔ ضد کر کے ہم بھی ساتھ ہو لیے۔

بزرگوار جن کا نام شفاعت معلوم ہوا، غم سے نڈھال تھے۔ لوگوں نے ان کی دل جوئی

دادی جان کی باتیں

چھوٹی عمر کے بچوں کے لیے خوب صورت اور بہترین تحفے

بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے، اگر ہم بچپن ہی سے اس کی فکر اور کوشش کریں گے تو کل یہی بچے اچھے مسلمان اور قوم کے معمار بن کر ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کا بھی ذریعہ بنیں گے۔

الحمدللہ! اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے بچوں میں اللہ کی محبت و اطاعت اور اچھی عادات پیدا کرنے کے لیے یہ کتابیں تیار کی گئی ہیں۔

آپ یہ کتابیں بچوں کو دیں، انھیں پڑھ کر سنائیں اور سمجھائیں، تاکہ ہم سب اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

4 سے 6 سال کے بچوں کے لیے

صرف 320/-

تین کتابوں کا سیٹ

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

بیت العلم (الوقف)

رابطہ نمبر: 0309-2228089، 0321-8566511 برائے تجاویز: 0322-2583196

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

کی، اصرار کر کے کچھ کھلایا پلایا، پھر لوگوں کے سوالات پر انھوں نے جو کچھ بتایا اس کا لب لباب یہ تھا:

میرا تعلق دہلی کے ایک کھاتے پیتے گھرانے سے ہے۔ تقسیم کے بعد شہر میں مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہوا تو فسادیوں نے میرے گھر کو بھی لوٹ کر آگ لگا دی۔ میرے ماں باپ، دو جوان بھائیوں، دو بہنوں کو قتل کر دیا تاہم میں اپنی بیوی اور آٹھ سالہ اکلوتے بیٹے کے ساتھ بچ نکلا۔

کئی روز بادشاہی مسجد کے قریب پناہ گزینوں کے ایک کیمپ میں رہا پھر ہم ایک ٹرین میں بیٹھ کر پاکستان (لاہور) کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں سکھوں اور ہندوؤں نے حملہ کر کے تقریباً تمام مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ میری بیوی اور بیٹا بھی مارے گئے۔ میں خود جان بچا کر بھاگ نکلا اور ریلوے لائن سے کچھ دور جھاڑیوں کے ایک کنج میں پناہ لی۔ کئی گھنٹے کے قتل و غارت کے بعد فسادی واپس چلے گئے۔ اندھیرا گہرا ہونے پر وہاں سے نکل رہا تھا کہ پاؤں کسی چیز سے ٹکرا گیا۔ دیکھا تو ایک لڑکا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے کچھ دکھائی تو نہ دیا لیکن ٹٹولنے پر ہاتھ خون میں لتھڑ گئے۔ بچہ زندہ مگر بے ہوش تھا اور شدید زخمی۔

بچے کو اس حال میں چھوڑ کر جانے پر دل مائل نہ ہوا مگر اسے ساتھ لے جانا بھی مشکل تھا کہ آگے نجانے کیا واقعات پیش آنے والے تھے۔ رات وہیں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ وہ رات قیامت کی رات تھی، جیسے تیسے صبح ہوئی، بچے کو رات میں کسی وقت ہوش آ گیا تھا۔ میرے پاس اسے پلانے کے لیے دو گھونٹ پانی بھی نہ تھا۔ میں نے اپنے کرتے کا دامن پھاڑ کر اس کے زخم صاف کیے۔ قریب ہی نیم کا درخت تھا۔ اس کے پتے پتھر پر پیس کر بچے کے زخموں پر لگائے، پھر میں نے اسے اٹھا کر وہاں سے جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک کچھ آہٹیں سنائی دیں جیسے کوئی بیلوں کو ہنکار رہا ہو۔

بیلوں کے گلوں میں پڑی گھنٹیوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے گھبرا کر چھپنا چاہا لیکن وہاں کوئی جگہ یا کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ خود کو پوشیدہ رکھ سکتا۔ آنے والا ایک سکھ کسان تھا جو بہت ہی بھلا انسان ثابت ہوا۔ اس نے ہمیں دیکھ لیا، اس نے ہماری بڑی مدد کی۔ کچھ ہی دور کھیت کے کنارے اس کا نیم پختہ مکان تھا، وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ اس کا گھر گاؤں سے قدرے الگ تھلگ تھا۔ اس نے ہمیں تسلی دی، اس کی بیوی اور دو نوعمر بیٹے تھے۔ وہ بھی بھلے مانس تھے۔ کسان نے انھیں ہمارے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتانے کی ہدایت کی، جس پر انھوں نے عمل بھی کیا۔ ہم لگ بھگ دو ماہ اس کے گھر میں رہے، اس دوران اس کے مہمان بھی آئے، گاؤں کے لوگ بھی آتے رہے مگر ان لوگوں نے کسی کو ہماری گھر میں موجودگی کی ہوا بھی نہ لگنے دی۔ اس دوران میری اور بچے کی حالت بہت بہتر ہو گئی تھی۔ کسان نے ایک رات ہمیں اپنی بیل گاڑی پر بٹھایا اور اسٹیشن پہنچا دیا۔ اگلی صبح ہی ہم مہاجروں کی ایک ٹرین سے لاہور پہنچ گئے۔

لاہور میں ہم تقریباً دو سال رہے۔ وہاں ایک مدرسے سے بچے نے قرآن بھی حفظ کر لیا، پھر ہم کراچی آ گئے۔

میرا سب کچھ تباہ ہو چکا تھا، لڑکے کا بھی بھری دنیا میں کوئی نہ تھا، یوں ہم دونوں نے ایک دوسرے کو اپنا لیا۔ لڑکے کو اپنے بارے میں کچھ یاد نہ تھا، اپنا نام تک بھول چکا تھا۔ میں نے اس کا نام عنایت رکھ دیا کیونکہ میں اسے اپنے اوپر اللہ کی عنایت ہی سمجھتا تھا۔ یوں ہم دونوں باپ بیٹے کی طرح زندگی گزارنے لگے۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے۔ عنایت مجھے کوئی کام نہ کرنے دیتا۔ مجھے ہر طرح کا آرام پہنچانے کی کوشش کرتا۔ اس نے سائٹ ایریا کی ایک فیکٹری میں نوکری کر لی تھی اور اس کی آمدنی سے ہماری اچھی گزر بسر ہو رہی تھی۔ وہ میری زندگی کا ایک ہی سہارا تھا جو نہ رہا۔"

بزرگ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی جو ان کی داڑھی کو بھگو رہی تھی۔ وہاں موجود دیگر لوگوں کی بھی آنکھیں نم ہو گئیں۔

وہ شخص ہمت اور حوصلے کا پہاڑ تھا۔ اس کی زندگی کا مقصد پاکستان کے نوجوانوں کو مضبوط بنانا تھا۔ دینی مدرسے کا ایک طالب علم اتفاق سے اُس تک جا پہنچا، یوں شوق، لگن، جدوجہد اور عزم کے رنگین جذبوں سے سجی داستان زیبِ قرطاس ہوئی!

ایک ایسے شخص کا تذکرہ جو دولت پر فن کو ترجیح دیتا تھا......!

ہمّت کا پہاڑ ۸

راوی: سیہان انعام اللہ خان مرحوم — تحریر: رشید احمد منیب

سی ہان سے میرا قلبی تعلق بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ ایک بہترین استاد تھے اور شاگردوں کے دل میں گھر کر جاتے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ میرے ساتھ ''بیٹوں'' جیسا برتاؤ کرنے لگے تھے۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ اُن کی جرأت، بہادری، ہمت اور فن میں مہارت نے مجھے یہ سمجھا دیا تھا کہ یہ شخص واقعی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ چوتھی وجہ وہ لطف انگیز محفلیں تھیں جن کی یادیں میرے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتیں۔ ان محفلوں میں وہ استاد کم اور دوست زیادہ نظر آتے تھے۔ بے تکلفی، اپنائیت، لطائف، قصے اور عجیب و غریب طبی نسخے، انسانوں اور جانوروں کی نفسیات اور جبلت، اقوامِ زرد اور اقوامِ مغرب کی مضحکہ خیز عادات اور رویے، پاکستانیوں کے احوال، نوجوانی کی شرارتیں اور نجانے کیا کچھ۔ اسی دوران میں وہ مارشل آرٹ کے مختلف اسرار و رموز بھی بتاتے۔ مختلف قسم کے انسانوں کی نفسیات و عادات اور رویے بیان کرتے اور مارشل آرٹ سے جڑے لطائف تو تھے ہی سدا بہار واقعات۔

مجھے بہت سی چیزوں کا تجسس رہتا تھا۔ خاص طور پر مختلف اقوام کے بارے میں جاننے کا مجھے بہت شوق تھا۔ اس وقت موبائل اور نیٹ عام نہیں ہوئے تھے۔

سی ہان سے اتنی بے تکلفی تو ہو چکی تھی کہ اب میں سوال کرنے لگ گیا تھا۔ وہ سوال بہت توجہ سے سنا کرتے تھے۔ اگر کوئی سوال زندگی کے تجربات یا مارشل آرٹ سے متعلق ہوتو جواب ضرور دیتے۔ جواب میں اردو اور پشتو کی ضرب الامثال، حکایات اور قصے بھی ضرور سناتے۔ ایک دن میں نے اپنی نادانی سے ان سے یونہی پوچھ لیا کہ آپ نے فلموں میں کام کیوں نہیں کیا؟ اگر آپ فلموں میں کام کرتے تو شاید مارشل آرٹ کے ایک بڑے اداکار سے زیادہ مشہور ہو جاتے۔

بہت ہنسے، پھر مجھے ایک قصہ سنایا جو انہی کی زبانی سن لیجیے!

''کولمبو میں مارشل آرٹ کے بین الاقوامی مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کرنے کے بعد میری شہرت ملک بھر میں پھیل چکی تھی۔ جسارت، مشرق اور دیگر اخباروں نے میرے انٹرویو بھی لیے تھے۔ مختلف شہروں میں ہونے والے مارشل آرٹ کے مظاہروں کی وجہ سے بھی بہت سے لوگ میرے بارے میں جان چکے تھے۔ ایک دن پشتو فلموں کا ایک معروف ہدایت کار مجھے ڈھونڈتا ہوا کلب آ پہنچا۔ وہ پشاور سے آیا تھا۔ اسے کراچی میں کچھ کام تھا لیکن وہ مجھ سے بھی ملنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کا استقبال کیا اور مہمان نوازی کی۔ وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا:

''آپ سے مل کر مزا آیا۔ آپ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔ میں آپ کو فلم میں کام کرنے کا ایک موقع دوں گا۔ اس سے آپ کی شہرت پورے ملک میں پھیل جائے گی اور پھر آپ کو مزید مواقع بھی ملیں گے اور آپ کی شہرت بھارت اور دوسرے ملکوں تک پہنچ جائے گی۔''

میں نے پوچھا: ''پہلے یہ بتاؤ کہ مجھے کام کیا کرنا ہوگا؟''

اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ مجھے اداکاری کی الف ب کا بھی علم نہیں تھا۔ میں تو سیدھا سادا پٹھان آدمی تھا اور ایک مولوی گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ بچپن اور لڑکپن میں کبھی ٹی وی دیکھا تھا نہ فلموں کا پتا تھا۔

جب ہدایت کار نے کہا کہ آپ کو فلم میں کام کرنے کا موقع مل رہا ہے تو میں خوش ہونے کی بجائے حیران ہوا کہ مجھ جیسے آدمی کا فلم میں کیا کام ہوگا؟ دل میں والد صاحب کا خوف بھی تھا کہ انھیں پتا چل گیا تو گھر سے ہی نہ نکال دیں۔ اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ وہ مذہبی آدمی تھے اور خرافات بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ اسی پر ان کا ایک قصہ سناتا ہوں۔

دراصل پاکستان بننے سے پہلے والد صاحب دارالعلوم دیوبند سے پڑھ کر آئے تھے۔ وہ مکمل عالم تو نہیں بنے تھے لیکن ان پر دارالعلوم کا کافی اثر تھا۔ نیوی میں ملازمت کے باوجود وہ کافی حد تک مولوی ہی تھے۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ مجھے شروع شروع میں کشتی، کبڈی اور ریسلنگ کی تربیت والد صاحب نے خود دلوائی تھی۔ میرے والد کو کراٹے وغیرہ کا علم نہیں تھا، اسی طرح انھیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ کراٹے میں کاتا کیا ہوتا ہے!

''کاتا'' خالی ہاتھ لڑائی کی ایک مشق کا نام ہے (جس میں مختلف فرضی دشمنوں سے مقابلے میں پینترے بدلے جاتے ہیں)۔ ایک دن میں گھر کی چھت پر والدین سے چھپ کر ''کاتا'' کر رہا تھا کہ والد صاحب خلافِ معمول گھر کی چھت کی طرف آ گئے۔

وہ سیڑھیوں سے اوپر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ انعام ہوا میں ہاتھ لہرا رہا ہے اور جسم کو عجیب و غریب طریقے سے حرکت دے رہا ہے۔

یہ دیکھ کر انھیں شدید غصہ آیا۔ وہ اپنا کام تو بھول گئے اور غم و غصے کی حالت میں واپس پلٹ گئے۔ نیچے پہنچ کر انھوں نے ایک ڈنڈا تلاش کیا جو کہ انھوں نے خاص طور پر گھر میں رکھا ہوا تھا کہ اگر چور وغیرہ آ جائے تو اس کی مالش کی جا سکے۔ اس ڈنڈے کے ایک سرے پر بڑا خوب صورت دستہ بنا ہوا تھا جبکہ دوسرے سرے پر لوہے کا خول چڑھا ہوا تھا۔ یہ ایک موٹا سا بید تھا۔ لچک اور مضبوطی کی وجہ سے اس کی ضرب بڑے زور سے لگتی تھی۔

والدہ نے جب والد صاحب کو وہ مخصوص بید اٹھا کر چھت کی جانب جاتے ہوئے دیکھا تو انھیں فکر ہوئی کہ کیا بات ہوئی ہے۔ انھوں نے پوچھا تو والد صاحب نے غم اور غصے کے عالم میں کہا کہ ''تیرا بیٹا میراثی بن گیا ہے اور چھت پر چڑھ کر ناچ رہا ہے، اب وہ میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا۔''

یہ سن کر والدہ حیران رہ گئیں اور کہنے لگیں:

''ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، انعام ایسا نہیں ہے۔''

والد صاحب بولے: ''میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، تم بھی چل کر دیکھ لو۔''

یہ دونوں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے اوپر کی طرف آ رہے تھے۔

والدصاحب کی آواز سنتے ہی میں شرافت سے کھڑا ہوگیا۔اتنے میں وہ دونوں اوپر آگئے۔
والدصاحب کے ہاتھ میں بید اور چہرے پر غصہ دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ خیریت نہیں ہے، مار یقینی ہے لیکن وجہ سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ ہوا کیا ہے؟

ایک دو دن میں کوئی ایسی شرارت بھی نہیں کی تھی جس پر مار پڑے۔ پہلے تو خیال آیا کہ چھت سے چھلانگ لگا دوں لیکن والدہ ساتھ تھیں، اس لیے بچنے کے امکانات بھی تھے، میں نے بڑے ادب سے پوچھا کہ ''ابو خیریت تو ہے؟ کیا گھر میں کوئی چور آ گیا تھا؟''

اس پر والدہ بولیں کہ ''یہ اتنی شرافت سے یہاں کھڑا ہوا ہے اور آپ کہتے ہو کہ ناچ رہا ہے!''

والدہ کی بات سنتے ہی میں نے دوڑ لگا دی کیوں کہ میں نے دیکھ لیا تھا کہ والدصاحب کا ہاتھ حرکت میں آنے والا ہے۔

میں سمجھ گیا کہ انھوں نے مجھے ''کاتا'' کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔چھت پر دور جا کر میں نے کہا کہ میں لڑائی کی مشق کر رہا تھا، ناچ نہیں رہا تھا۔

والدہ نے حمایت کی کہ ہاں یہ آج کل کشتی کے علاوہ کچھ اور بھی سیکھتا ہے۔ والد صاحب کو یقین نہیں آیا۔ کہنے لگے یہ کون سی لڑائی ہے جس میں ناچنا بھی پڑتا ہے۔ میرے یقین دلانے کے باوجود وہ میرے ساتھ خود ماسٹر حیدر کے پاس گئے۔ اس نے کاتا کر کے والدصاحب کو سمجھایا تو میری جان بخشی ہوئی، پھر بھی وہ کاتے سے خوش نہیں تھے لیکن مجھے منع بھی نہیں کیا۔

یہ قصہ اس لیے سنایا تا کہ آپ سمجھ جائیں کہ میرے والد ایسی باتوں کو کتنا برا سمجھتے تھے۔ خود مجھے بھی اس کا کوئی شوق نہیں تھا اور اسے گناہ سمجھتا تھا۔ میں تو مہمان سمجھ کر اس ہدایت کار سے گپ شپ لگا رہا تھا۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے فلم میں کیا کام کرنا ہوگا تو وہ سمجھا کہ میں راضی ہوں۔ کہنے لگا ''تمھیں ایک فلم میں قاتل کا کردار ملے گا، تم ایک خطرناک قاتل ہو گے جسے کوئی نہیں مار سکے گا، تمھاری بہت دہشت ہوگی۔ فلم کے آخر میں تمھاری لڑائی ہیرو سے ہوگی۔''

یہ سن کر میں نے شرارتاً پوچھا کہ ہیرو سے تو پوچھ لو کہ وہ مجھ سے لڑے گا؟ ایسا نہ ہو موقع پر بھاگ جائے!''

اس نے مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھا اور کہا کہ اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے، تمھاری کوئی سچ مچ کی لڑائی تو نہیں ہوگی۔

میں نے جواب دیا ابھی تو تم نے خود کہا کہ فلم کے آخر میں میری اس کے ساتھ لڑائی ہوگی۔ یہ سن کر اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا:

''تم پاگل تو نہیں ہو! کیا وہ تمھارے ساتھ لڑ سکتا ہے؟ وہ تو تمھارا ایک مکا بھی برداشت نہیں کر سکے گا۔ وہ تو مر جائے گا۔ تم اسے نقلی مکا مارو گے۔''

میں نے کہا کہ مجھے تو نقلی مکا مارنا نہیں آتا، میں تو اسے اصلی مکا ہی ماروں گا، آگے اس کی قسمت!'' اس پر وہ ناراض ہو گیا اور یوں میری جان چھوٹ گئی۔

فلموں اور ڈراموں کی دنیا ایک مصنوعی دنیا ہوتی ہے۔ فلمیں اور ڈرامے دیکھنے والے نوجوان اس نقلی دنیا میں مگن رہتے ہیں۔ وہ زندگی کے اصل چیلنجوں سے ڈرتے ہیں اور مسائل کو حل کرنے کے بجائے ان سے ڈر کر فرار ہو جاتے ہیں۔ وہ ساری زندگی نقلی مکے ہی چلاتے رہتے ہیں۔ مارشل آرٹ انسان کو چیلنج کا مقابلہ کرنے کی تربیت دیتا ہے۔ یہ فن اصلی مکا چلانا سکھاتا ہے۔ (جاری ہے)

***

آسان علمِ دین کورس | بسم اللہ | سبق نمبر ۱۵

حج

محمد اسامہ سرسری

آیتِ کریمہ:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۚ

(سورۂ بقرہ، آیت نمبر 197)

مفہوم: حج کے چند متعین مہینے ہیں۔ چنانچہ جو شخص اِن مہینوں میں (احرام باندھ کر) اپنے اوپر حج لازم کر لے تو حج کے دوران نہ وہ کوئی فحش بات کرے نہ کوئی گناہ نہ کوئی جھگڑا۔

حدیثِ مبارکہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

مفہوم: جس شخص نے اللہ کے لیے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (صحیح بخاری)

مسنون دعا:

تلبیہ:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

فضیلت:

جو شخص حج یا عمرے کا تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں طرف اللہ کی جو بھی مخلوق ہوتی ہے، خواہ وہ بے جان پتھر اور درخت یا ڈھیلے ہی کیوں نہ ہوں، وہ بھی اس بندے کے ساتھ لبیک کہتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

فقہی مسئلہ:

حج زندگی میں فقط ایک بار فرض ہوتا ہے۔ ہر اس عاقل بالغ مسلمان پر جس کے پاس ضروریاتِ زندگی کے پورا کر لینے، نیز اہل وعیال کے ضروری خرچے پورا کرنے کے بعد اس قدر زائد رقم ہو جس سے حج کے ضروری اخراجات (وہاں کے قیام اور کھانے وغیرہ) اور آنے جانے کا خرچ پورا ہو سکتا ہو۔

اور عورت پر تب فرض ہوتا ہے جب ان ساری شرائط کے ساتھ ساتھ محرم کا بندوبست کرنے پر بھی قادر ہو جائے۔

(کنز الدقائق)

محمد احمد۔ کراچی

فتنۂ دجال اور سورۂ کہف

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے فتنے کے بارے میں جو کچھ فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ:

☆ فتنۂ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخِ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا۔

☆ اسی لیے تمام انبیاء کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔

☆ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائیں کسی اور نبی نے نہیں بتائیں۔

☆ وہ پہلے نبوت کا اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

☆ اس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔

☆ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو وہ باہر نکل کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔

☆ مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔

☆ دجال کے ساتھ (نہروں اور وادیوں کی صورت میں) ایک جنت ہوگی اور ایک آگ لیکن حقیقت میں جنت آگ ہوگی اور آگ جنت۔

☆ جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر وثواب یقینی اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔

☆ جو شخص دجال پر سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات پڑھے گا وہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا حتیٰ کہ اگر دجال اسے اپنی آگ میں بھی ڈال دے تو وہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی۔

سورۂ کہف میں چار قصے ذکر کیے گئے ہیں، ان قصوں میں غور و فکر کرنے والا انسان دجال اور اس کے فکر و فلسفہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

ان میں سے پہلا قصہ اصحاب کہف کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شہنشاہ ڈیسس، یونان کے قدیم شہر افیس میں بت پرستی شروع کرنا چاہتا تھا۔ اس کے جبر اور ظلم وستم کی وجہ سے بہت سارے مسلمانوں نے اس وقت اسلام ترک کر دیا لیکن کچھ خوش نصیب ایسے تھے جنھوں نے حکومتی مظالم کے باوجود اسلام سے دستبردار ہونا قبول نہ کیا، ان خوش نصیبوں میں وہ سات نوجوان بھی شامل تھے جو شاہی محل میں مقیم تھے، بادشاہ نے انھیں غور و فکر کی مہلت دی تاکہ وہ نصرانیت سے توبہ کر لیں! اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے شہر چھوڑ دیا اور ایک غار میں جا کر چھپ گئے۔ وہاں انھیں تین سو سات سال سلا دیا گیا، اس عرصہ میں شہر کے حالات بدل گئے اور بت پرستوں کی جگہ خدا پرستوں کے اقتدار پر غلبہ ہو گیا۔ جب خدا کے ماننے والوں کو غار میں ان نوجوانوں کے زندہ ہونے کا پتا چلا تو وہ ان کی زیارت کے لیے دوڑ پڑے۔ یوں کل کے جلاوطن آج کے ہیرو بن گئے، مگر ان کی زیارت کسی کو نصیب نہ ہو سکی۔

دوسرا قصہ دو باغ والے کا ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کی کہانی ہے جسے آسائش اور خوشحالی سے نوازا گیا تھا۔ اس کے پاس انگور کے دو باغ تھے۔ اس کے چاروں طرف کھجور کے درخت تھے، درمیان میں کاشت کے قطعے بھی تھے۔ ان دو باغات کے علاوہ بھی اس کا کاروبار تھا۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتا لیکن اس نے شکر کی بجائے کفرانِ نعمت اور کبر و غرور کا راستہ اختیار کیا۔ اس کی سوچ یہ بن گئی کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ میری ذاتی محنت اور ذہانت کے نتیجے میں ملا ہے اور میں اس سے کبھی محروم نہیں ہوں گا۔ جہاں تک قیامت کا تعلق ہے اول تو وہ قائم نہیں ہوگی اور اگر قائم ہوئی تو وہاں بھی عزت اور سعادت مجھے ملے گی۔ اس کا دوست جسے اللہ تعالیٰ نے ایمانی بصیرت عطا فرمائی تھی نے اس کی مادہ پرستانہ سوچ کی مخالفت کی اور اسے یہ ایمانی حقیقت سمجھانے کی کوشش کی کہ وسائل و اسباب کچھ نہیں بس وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ وہ چشم زدن میں امیر کو غریب اور غریب کو امیر بنا سکتا ہے، چنانچہ ایک آندھی آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے لہلہاتے باغ چٹیل میدان بن گئے۔

تیسرا قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا ہے، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت کلیم کو بتایا کہ حضرت خضر کے پاس ایسا علم ہے جو آپ کے پاس نہیں تو وہ بڑے شوق اور ذوق سے ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بالآخر انھوں نے آپ کو پالیا اور چند دن ان کے ساتھ رہے، اس دوران چند ایسے واقعات ان کے سامنے پیش آئے جو ان کے لیے بالکل عجیب و غریب تھے۔ ہوا یوں کہ یہ دونوں حضرات ایک کشتی پر سوار ہوئے، جس کے مالک نے ازراہِ محبت و اکرام ان سے کرایہ بھی نہ لیا لیکن حضرت خضر نے اسی کشتی کو توڑ دیا۔ کشتی سے اتر کر پیدل جا رہے تھے کہ ایک معصوم بچے کو قتل کر دیا، پھر آگے چل کر ایک گرتی ہوئی دیوار کی بلا اجرت مرمت کر دی حالانکہ گاؤں والے میزبانی کے لیے بھی تیار نہ ہوئے تھے۔

چوتھا واقعہ ذوالقرنین کا اس سورت میں بیان ہوا ہے جس کی فتوحات کا دائرہ ایک طرف مشرق کے آخری کنارے اور دوسری طرف مغرب کے انتہائی سرے تک پہنچ گیا تھا۔ ان فتوحات اور ذرائع و وسائل کی کثرت کے باوجود اس کا دامن ظلم وستم اور فخر و غرور سے پاک رہا۔ وہ ضعیفوں کا غم خوار اور ظالموں کے لیے تازیانۂ عبرت بنا رہا۔ اس کے زمانے میں یاجوج ماجوج نام کی ایک وحشی قوم تھی جو اپنے پڑوسیوں کو حملوں کو نشانہ بناتی تھی۔ ذوالقرنین نے اپنے وسائل اور فوج کے ذریعے ایسا پشتہ اور دیوار بنا دی جس نے یاجوج ماجوج کا راستہ روک دیا۔

ان چاروں قصوں میں غور و فکر کرنے اور ان سے سبق حاصل کرنے سے دجال اور دجالی تہذیب سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

(۲۷) آپ کتنے پانی میں ہیں؟

درج ذیل سوالات کے جوابات سوچیے، پھر انھیں ایک کاغذ پر لکھ کر رکھ لیں۔ اگلے ہفتے کے شمارے میں جوابات شائع ہوں گے تو اس سے اپنے جوابات ملا لیجیے۔

آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کتنے پانی میں ہیں!

(۱) قرآن مجید میں کتنے انبیاء کرام کا ذکر آیا ہے؟

(۲) وہ کون سے صحابی رسول ہیں جن کا لقب امین الامت ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج اور کتنے عمرے ادا کیے؟

(۴) نواب سراج الدولہ کی شکست میں کس غدار کا ہاتھ تھا؟

(۵) ایک لاکھ کروڑ کو ایک لفظ میں بتائیں کہ کتنے ہوتے ہیں؟

☆☆☆

دودھ پیجیے

اسلم احمد۔کراچی

دودھ پینا ویسے ہی ہڈیوں کے لیے بے حد ضروری مانا جاتا ہے۔ ہر روز دودھ کا ایک گلاس پینا ہمارے قوت مدافعت کے نظام کو بہتر بناتا ہے۔ نوعمر بچوں اور لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دودھ کا استعمال لازمی کریں۔ چھوٹی عمر کے بچوں کے لئے ضروری ہے کیونکہ یہ عمر کھیلنے کودنے اور پڑھائی کی ہوتی ہے۔ کھیلنے اور پڑھائی کرنے کے لیے بہترین غذا لینا بہت ضروری ہے۔ دودھ بھی بہترین غذاؤں میں سے ایک ہے۔ اگر آپ کے بچے چھوٹی عمر میں اس کا استعمال کرتے ہیں تو یہ بڑھاپے میں بھی ہمارا ساتھ دیتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سونے سے قبل اس کا استعمال لازمی کریں۔

یہاں دودھ کے فوائد کے وہ پانچ راز بیان کیے جارہے ہیں جو شاید آپ کو معلوم نہیں ہوں گے۔

1- دودھ پینے سے زہنی دباؤ اور تھکاوٹ میں کمی آتی ہے، جس سے آپ رات کو سکون کی نیند بھی سو پائیں گے۔

2- دودھ پتلا اور کریم جیسا اس لیے ہوتا ہے کہ کیوں کہ اس میں وٹامنز، پروٹینز، کاربوہائیڈریٹ اور فیٹس کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔

3- دودھ آپ کو فٹ رہنے میں مدد دیتا ہے، اس میں کیلوریز کی تعداد کم ہوتی ہے۔

4- ایک گلاس ٹھنڈا دودھ معدے میں تیزابیت کو دور کرسکتا ہے۔

5- دودھ میں موجود لینولک نامی ایسڈ جسم میں غیر ضروری فیٹ کو ختم کرنے میں مدد دیتا ہے۔

تو آج سے ہی روزانہ ایک گلاس دودھ پینا اپنے غذا کا حصہ بنائیں۔

☆☆☆

پچاس سال بعد چوری شدہ کتاب واپس!

پچھلے سال ۲۰۲۳ء میں امریکی ریاست اوہائیو کی سِنسناٹی پبلک لائبریری کے مطابق کتب خانے سے چرائی گئی مصنف ایڈگر رائس کی کتاب ٹارزن اینڈ ٹارزن ٹوئنز ۵۰ سال بعد بذریعہ ڈاک لائبریری کو واپس بھجوائی گئی۔

کتاب کے ساتھ ایک رقعہ بھی بھیجا گیا جس میں کتاب کی غیر موجودگی کے حوالے سے بتایا گیا۔ لکھا تھا جو بھی اسے موصول کرے، میں اس کتاب کو واپس کر رہا ہوں جس کو ۱۹۷۳ء میں سِنسناٹی پبلک لائبریری (مین برانچ) سے درج کرائے بغیر لے جایا گیا تھا۔ اس وقت میں نوجوان تھا سوناداں تھا۔ اب میں معذرت کے ساتھ کتاب کو واپس کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کو یہ کتاب صحیح حالت میں ملے گی۔

لائبریری کے مہتمم برائن پاورز کا کہنا تھا کہ کتاب کے واپس مل جانے سے لائبریری کا عملہ خوش ہے، اور ہم ان صاحب کے لیے نیک تمنائیں رکھتے ہیں۔

مرسلہ: ثمینہ خالد۔کراچی

☆☆☆

میرحجاز

اختر حسین عزمی

قافلے نے آج ساحلی راستے کو چھوڑ کر یثرب کی عام شاہراہ کو کاٹتے ہوئے صحرائی جانب کا غیر معروف راستہ اختیار کیا۔ دوپہر کو قافلہ ام معبد کے کنویں پر پہنچا۔ وہاں پر بنوخزاعہ کی ایک سخی دل اور باوقار خاتون اُم معبد اپنے بیٹے کے ہمراہ خیمے کے باہر بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ مسافروں کی خدمت گزاری میں مصروف رہا کرتی تھی۔

یہاں قافلہ ستانے کے لیے رکا تو اہل قافلہ نے پانی پیا۔ جانوروں کو پلایا اور پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام معبد سے پوچھا:

”کیا آپ کے پاس ہمیں بیچنے کے لیے کچھ گوشت یا کھجوریں ہیں؟“

”اگر ہمارے پاس کچھ بھی ہوتا تو ہم تمھاری میزبانی میں کوئی کوتاہی نہ کرتے۔ بکریاں بھی باہر چرنے گئی ہیں اور یہ وقت انتہائی خشک سالی کا ہے۔“

اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمے کے ایک کونے میں ایک بکری دیکھی تو اُم معبد سے پوچھا:

”اے اُم معبد! یہ بکری کیسی ہے؟“

”یہ اتنی کمزور ہے کہ دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے نہیں جاسکی۔“

”دودھ دیتی ہے؟“

”یہ اتنی لاغر ہے کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دے سکتی۔“

”اجازت ہو تو دودھ دوھ لوں۔“

”میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! اگر آپ کو دودھ دکھائی دے رہا ہے تو دودھ دوھ لیں۔“

اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجاہت اور گفتگو سے اُم معبد متاثر دکھائی دے رہی تھیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کو پکڑ کر اس پر ہاتھ پھیرا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر دعا کرتے ہوئے تھنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

بکری نے اپنی ٹانگیں کھول دیں۔ اس کے تھنوں میں دودھ اتر آیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بڑا برتن منگوایا اور دودھ دوھنا شروع کیا۔

برتن میں جھاگ اٹھنا شروع ہوئی اور برتن لبالب بھرتا چلا گیا۔

یہ منظر دیکھ کر ام معبد کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔

ادھر اللہ کے نبی علیہ السلام نے اصرار کرکے پہلے ام معبد کو دودھ پلایا، پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا اور آخر میں خود نوش کرنے لگے اور فرمایا:

ساقی القومِ اخرُھم!

”قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔“

دودھ نوش فرمانے کے بعد آپ نے دوبارہ دودھ دوھ کر برتن لبالب بھرا اور اسے اُمِ معبد کے حوالے کر دیا اور یثرب کی طرف روانہ ہوگئے۔

دن ڈھلے ابو معبد اپنی کمزور اور لاغر بکریوں کو ہانکتا ہوا خیمے میں آ گیا۔

وہ دودھ سے بھرے برتن کو دیکھ کر حیران ہوا اور اپنی بیوی سے پوچھنے لگا:

”یہ دودھ کہاں سے آ گیا؟ گھر میں تو کوئی دودھ دینے والی بکری بھی نہ تھی۔“

”بس آج ایک بابرکت شخص یہاں سے گزرا ہے۔“

یہ کہہ کر اُم معبد نے جو کچھ دیکھا تھا، وہ بیان کر دیا۔

ابو معبد نے حیرت سے کہا: ”اس کا حلیہ تو بتاؤ، وہ کیسا تھا؟“

”وہ ایک خوبصورت اور پاکیزہ اخلاق انسان تھے، بڑی توند نے جنھیں عیب دار نہیں کیا اور گنجے سر نے انھیں حقیر نہیں کیا۔ گردن چاندی کی صراحی جیسی، آنکھیں بڑی بڑی سرمگیں، پلکیں لمبی اور گھنی، سر کے بال سیاہ اور قدرے گھنگریالے، درمیانہ قد، نہ اتنا لمبا کہ آنکھ کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ جسے آنکھ حقیر جانے، چپ رہیں تو پُروقار لگتے اور بات کرتے تو موتی منہ سے جھڑتے۔ ان کے ساتھی ایسے کہ جب بات کرتے تو کان لگا کر ان کی بات سنتے، اور اگر حکم کرتے تو فوراً حکم بجا لاتے!“

ام معبد نے جب مسافر کا دلکش لفظی نقشہ کھینچا تو سنتے ہی ابو معبد پکار اٹھے:

”خدا کی قسم! یہ تو قریش کے وہی صاحب ہیں جنھیں وہ تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور جن کے بارے میں لوگ طرح طرح کی باتیں بتاتے ہیں۔ اگر مجھے ان کی زیارت نصیب ہوتی تو ان کے ساتھ جانے کی درخواست کرتا۔ مجھے جونہی موقع ملا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔“

(اور پھر بعد ازاں دونوں میاں بیوی مدینے میں آکر مسلمان ہوئے!)

(جاری ہے)

درود وسلام کے مسنون صیغے (۲۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”زادالسعید“ کے نام سے صلوٰۃ وسلام پر مشتمل چالیس صیغے جمع فرمائے۔

حضرت لکھتے ہیں: ”جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث میں آئے ہیں اُن میں سے چالیس صیغے پیش ہیں جن میں سے پچیس صلوٰۃ کے اور پندرہ سلام کے ہیں۔“

انھی مسنون صیغوں سے ہر ہفتے درود وسلام کا ایک صیغہ پیش کیا جارہا ہے۔

قارئین! انھیں یاد کیجیے، روزانہ پڑھنے کا اہتمام کیجیے اور اپنے دوستوں کو بھی یاد کروائیے۔ اس طرح درود وسلام کا اجر بھی ملے گا، تلاوت حدیث کا بھی اور چالیس احادیث یاد کرنے کروانے پر از روئے حدیث قیامت کے دن علماء کرام کے ساتھ اٹھائے جانے کی بشارت کے مستحق بھی آپ بن جائیں گے۔ کیوں ہے نا مزے کی بات؟! (مدیر)

صلوٰۃ کا اکیسواں صیغہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆ شمارہ ۱۱۰۵ ’دستک‘ سے محروم تھا۔ ’محبت کا سلیقہ‘ تحریر کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ’جواب طلب سوال‘ انوکھی تحریر تھی۔ صفحہ ۱۲ پر نظم ’اب سب ہیں ٹوٹ بٹوٹ میاں‘ بڑی چٹ پٹی اور کراری تھی۔ شمارے کے پس پشت ہمارے پڑوسی شہر چشتیاں کا تعارف پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ تعارف ہمارے ادارے کے ایک طالب علم نے لکھا۔ بڑا بے تاب رہا ہے۔ اب اپنی تحریر لکھی شائع دیکھ کر بہت خوش ہو گیا ہے۔ ’ایک تحریر کے مراحل‘ نے اچھا سبق سکھایا۔ ’آمنے سامنے‘ روکھا سوکھا لگا کیونکہ ہمارا خط ندارد تھا۔ ’’کہانیاں مزے دار ہیں آپ کے رسالے میں بابا!‘‘ یہ جملہ میرے پاس بیٹھی میری آٹھ سالہ بیٹی نے بولا جو کہ میرے ساتھ بیٹھی شمارہ پڑھ رہی تھی۔ ہم باپ بیٹی کے لیے دعا کیجیے گا۔

(مولانا محمد اشرف۔ حاصل پور)

ج: واہ بھئی اپنا خط شائع نہ ہو تو ہمارا آمنا سامنا آپ روکھے سوکھے منہ سے کرتے ہیں! یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ خیر باپ بیٹی دونوں کے لیے بہت دعائیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کا ہر سکھ عافیت کے ساتھ دیکھنا نصیب فرمائے، آمین!

☆ شمارہ ۱۱۰۹ میں آپ اپنی دستک میں جو بات بتا رہے تھے تو آپ کو ڈھیروں مبارک باد۔ ’روشنی بکھرنے لگی‘ بہت اچھی تحریر تھی۔ مسکراہٹ کے پھول کمال کے تھے۔ میر حجاز کے مصنف کو ہماری طرف سے بہت بہت مبارک باد کہ ایسے انداز میں سیرت النبی قارئین تک پہنچا رہے ہیں کہ چھوٹے بڑے سب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آمنے سامنے میں محمد اسد اللہ ناصر نے میرے ابو جی کے مضمون شکر پڑیاں کے بارے میں حوصلہ افزائی فرمائی، بہت شکریہ۔ اقرا آفرید اٹک سے آمنے سامنے میں اکثر شامل ہوتی ہیں ماشاء اللہ۔ (منیبہ جاوید۔ احمد آباد 18 ہزاری، جھنگ)

ج: اب تو ہمیں خود یاد نہیں کہ کیا بات بتائی تھی جس پر ڈھیروں مبارک باد آپ نے دے دی، مگر پھر بھی قبول ہے، جیتی رہیں۔

☆ شمارہ ۱۱۰۵ سرورق دیکھ کر ہی لگ رہا ہے کہ محترم پروفیسر اسلم بیگ تشریف لائے ہیں، اور واقعی میں پروفیسر صاحب اپنے دوست عبدالقدوس صاحب کے ساتھ گپ شپ میں ہمیں قیمتی سبق دے گئے۔ سچ ہے نیک لوگوں کی گفتار سے بھی خوشبو آتی ہے۔ میری بہن عنبر کائنات کو عائشہ نام سے بے حد محبت ہے سو ہم نے اپنے مدرسے کا نام عائشہ صدیقہ رکھ لیا ہے۔ آمنے سامنے میں رونق لگی ہوئی تھی کیونکہ پہلے ہی نمبر پر ہمارا خط تھا۔ دیکھ کر خوشی ہوئی مگر جواب پڑھ کر ہلکی سی شرمندگی بھی ہوئی۔ ہماری بالکل عادت نہیں ہے آئے ہائے کرنے کی لیکن خط میں تھوڑا مزاح تو لانا پڑتا ہے ناں! آپ اللہ کی مخلوق کو خوش رکھنے کی بڑی کوشش خدمت کرتے ہیں، جیسے محترم اشتیاق احمد کرتے تھے۔ محمد وقاص جھنگ کے خط کا جواب آپ نے دیا: ’’اچھا تھا، مزیدار تھا، پرلطف تھا‘‘ مگر ہم سمجھ نہ سکے آخر کیا خاص بات تھی خط میں جو اتنی داد دی آپ نے۔

(حفصہ کائنات بنت ڈاکٹر آصف خان۔ ویسہ، تحصیل حضرو، ضلع اٹک)

ج: نہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں تھی، ہم نے بھی آپ کے مزاح کے جواب میں مزاح ہی کیا تھا۔ محمد وقاص کا وہ تبصرہ تو اب یاد نہیں مگر اس میں کیا خاص بات تھی، اس کا اندازہ اپنے اس خط کے نیچے والے انہی کے تبصرے میں دیکھ لیجیے۔ وہ بڑی شگفتگی سے بات سے بات نکالنا جانتے ہیں ماشاء اللہ۔ مستقل مزاجی سے لکھنا شروع کریں تو بہت اچھا لکھیں۔

☆ شمارہ ۱۱۰۷ کی دستک میں آپ نے لمبی عمر کے نسخے بتائے ہیں۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ راحیل یوسف کی تحریر میں طالب علموں کو خواب میں قائد اعظم نے ڈرایا تو وہ سیدھے راستے پر آئے۔ اپنے امتحانات میں ہم بھی کسی ایسے خواب کے انتظار میں رہے لیکن وہ نہ آیا البتہ رزلٹ ضرور آیا اور ساتھ میں تارے بھی لایا۔ سلسلہ ’میر حجاز‘ ہمیشہ کی طرح بہترین جا رہا ہے۔ ناہید جعفر کی تحریر میں چھوٹی ام ہانی کا اندھیرے میں بلی کو دیکھ کر ڈرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ہمارے گھر میں ایک بڑی ام ہانی کا صاف روشنی میں کاکروچ کو دیکھ کر چیخ مارنا تو بالکل ہی سمجھ سے باہر ہے۔ ابو احمد سدیس کا مضمون ’جگمگ ستارے‘ معلومات سے بھرپور تھا۔ مولوی شبیر احمد کی تحریر ’اک لمحہ جو امر ہو گیا‘ پڑھ کر اپنے بچپن کے واقعات یاد آئے لیکن ان میں ’’لمحات‘‘ کی بجائے ’’نشانات‘‘ امر ہوئے تھے اس لیے لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آمنے سامنے میں ایک بہن نے اپنی ایک بھولی ہوئی تحریر شائع ہونے پر آپ کا شکریہ ادا کیا۔ ہم پوچھتے ہیں آپ ہمیں اس شکریے کا موقع کب دیں گے؟

(محمد وقاص۔ جھنگ صدر)

ج: ابھی آج آپ بنا اپنی تحریر کے شائع ہوئے ہی ہمارا بہت شکریہ ادا کرنے والے ہیں، آج آپ کی تعریف جو ہوئی ہے۔ اور وہ بھی عین آپ کے اس تبصرے کے سر پر کسی تاج کی طرح!

☆ شمارہ ۱۱۲۴ زبردست تھا۔ کیا بتائیں کہ سرورق دیکھتے ہی منہ میں پانی میں آ گیا۔ کبھی بچوں کا اسلام پر نظر ڈالتے اور کبھی اپنے ہاتھ میں پکڑے کون پر۔ بچوں کا اسلام تو دیکھ کر ہی بے حد سکون ملتا ہے اور پڑھ کر تو روح اندر تک معطر ہو جاتی ہے۔ خیر ہم بہت پرانے قاری ہیں لیکن قلم پہلی بار تھاما ہے خط لکھنے کے لیے۔ ’’ہمت کا پہاڑ‘‘ بہت مزیدار تحریر تھی، پڑھ کر خوب ہنسی آئی۔ ہمیں ایسی سچی کہانیاں پڑھ کے بہت مزا آتا ہے۔ مسکراہٹ بکھیر دی مسکراہٹ کے پھولوں نے ہمیشہ کی طرح چہرے پر مگر جیسے ہی فلسطین والی تحریر پڑھی دل غمگین ہو گیا اور ان کے لیے دعا میں مصروف ہو گئے۔ انکل آپ سے پوچھنا یہ تھا کہ کیا میرے اندر لکھنے کی صلاحیت ہے؟

(ایمن بنت محمد طارق حسین۔ اورنگی ٹاؤن کراچی)

ج: جی صلاحیت تو صاف نظر آتی ہے۔ مستقل مزاجی سے تبصرے لکھتی رہیے اور چھوٹی چھوٹی تحریریں بھی۔ البتہ کہانیوں پر طبع آزمائی جلدی نہیں کیجیے گا، چھوٹے چھوٹے مشاہداتی مضامین سے ابتدا کیجیے۔

☆ مدیر محترم شمارہ موصول ہوا۔ سرورق بہت عمدہ لگا۔ القرآن الحدیث کے بعد دستک کی کمی شدید محسوس ہوئی۔ ’’بہترین مقرر‘‘ دور حاضر کا ایک اہم پیغام دیتی ہوئی تحریر تھی۔ ’’کنو سرما کا لاجواب تحفہ‘‘ پڑھ کر مزا آ گیا۔ ’مادر مہربان‘ محبت کے جذبات سے بھرپور نظم تھی۔ ’’کیا ان میں سے کوئی بھی عثمان نہیں‘‘، فلسطین کے لیے جہاد کا جذبہ ابھارتی ایک نہایت پراثر تحریر تھی۔ ’’میر حجاز‘‘ پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آمنے سامنے میں خوب محفل جمی تھی۔ (حنا بانو۔ مخدوم پور پہوڑاں)

ج: ان شاء اللہ تعالیٰ اب سال بھر دستک غائب نہیں ہوگی۔ ثم ان شاء اللہ تعالیٰ!

☆ شمارہ ۱۱۰۹ میں ’دستک‘ خوشی کی ایک انمول خبر پڑھ کر بے پناہ خوشی ہوئی۔ ہماری طرف سے بھی رافعہ سعدیہ کو بہت بہت مبارکباد۔ ’سونے کی اینٹ‘ سعید احمد غفلت کی نیند سے بیدار کرتی تحریر رہی۔ ’وہ ایک قدم‘ علی اکمل تصور ایک منجھے ہوئے لکھاری کے قلم سے ہمارے ملک کے نوجوانوں کو جھنجھوڑتی کہانی تھی۔ جاوید بسام کی کہانی ’سورج کی کرن نے کیا دیکھا‘ میں معاذ کیوں سو رہا تھا؟ سورج کی کرن نے معلوم کر ہی لیا۔ کہانی کا اختتام اچھا لگا۔ ’ان کے کوچے میں‘ محمد فضیل فاروق آخری قسط پڑھی۔ ایمان افروز سفرنامہ خوب صورتی سے اختتام پذیر ہو گیا۔ ’بڑے قد والا‘ فوزیہ خلیل نے ایک عام موضوع کو خاص انداز میں پیش کیا۔ ’آمنے سامنے‘ کی محفل تو ہمارے رسالے کی جان ہے۔ مریم امتیاز کا خط پڑھا۔ مریم امتیاز ہم بھی آپ کی طرح پہلے تو لکھتے نہیں۔ اگر لکھنے پر آئیں تو پھر لکھتے چلے جاتے ہیں۔ ’آمنے سامنے‘ میں حور عینا کے دو خط شائع ہوئے تھے۔ بڑے مزے کی بات ہے ویسے، ایک رسالے میں دو خط کبھی ہمارے ساتھ بھی ایسا ہو جائے۔ (حیا احمد۔ کراچی)

ج: ایسا اکثر ان قارئین کے ساتھ ہوتا ہے جو بہت مستقل مزاجی سے خط لکھتے ہیں۔ آپ بھی باقاعدگی سے تبصرے لکھ رہی ہیں ماشاء اللہ!

☆☆☆

برائے غزہ

پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ

PAK AID WELFARE TRUST
TOGETHER WE CAN MAKE A DIFFERENCE

رمضان

افطار پروجیکٹ

کھجور	جوس	ایک افطاری پیکج	دہی	سینڈوچ

رمضان افطاری پیکج کے لیے ٹرسٹ کو عطیات دیجئے

5.$ یو ایس ڈالر

ٹرسٹ کو دیے جانے والے تمام عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں

ماہ مبارک میں اپنے لیے ثواب اور اپنے پیارے مرحومین کے لیے ایصال ثواب کا سامان کیجیے

A/C Title: Pak Aid Welfare Trust A/C No.: 3048301900220720
Bank: FAYSAL BANK Swift code.: FAYSPKKA IBAN: PK28FAYS3048301900220720
+92300-050 9840 | +92300-050 9833 | www.pakaid.org.pk